ترجمان دولت الاسلامیہ فی العراق والشام

شیخ المجاہد ابو محمد العدنانی الشامی حفظہ اللہ کا صوتی بیان

بعنوان

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ

سو آپ انہیں اُن کی بہتان بازیوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دیجیئے

الحمدللہ القوی المتین والصلاۃ والسلام علیٰ من بُعث باالسیف رحمتہ اللعلمین

اما بعد:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ (یونس۔۷۱)

اور ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنادو۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم! اگر تم کو میرا تم میں رہنا اور خدا کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ تم اپنے شریکوں کے

ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کرلو اور وہ تمہاری تمام جماعت (کو معلوم ہوجائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے اور پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو

سبحان اللہ! آخر وہ کیا چیز تھی کہ جس کے بل بوتے پر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ جرأت مندانہ چیلنج کر کے ایسے شاندار انداز میں بے خوف و خطر للکارا اور خود کو اپنے مخالفین، ان کے حلیف، مددگار اور (جھوٹے) خداؤں کے سامنے یوں ظاہر کر دیا؟ وہ کونسی قوت تھی جس نے ان کو یہ اعتماد بخشا؟ آخر طاقت، حکومت، سازوسامان یا حامی ومددگاروں میں سے کیا تھا جو ان کے پاس موجود تھا؟

دراصل یہی وہ ہتھیار ہے جو ابراھیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا۔ اوریہ ان تمام لوگوں کا ہتھیار ہے جو ان کے رستے پر چل رہے ہیں اور یہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہتھیار تھا اور یہ ہی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنھم اجمعین کا ہتھیار تھا ۔۔۔ ہاں ! اور یہ ہی دولت الاسلامیہ کا ہتھیار ہے اور یہ ہی اس کے وجود اور تسلسل کا سبب ہے۔ اور فقط یہ ہی ہتھیار اس کی طاقت کا سر چشمہ ہے اور محض اس پرہی اس کی مدد اور نصرت کا انحصار ہے ۔۔۔ جی ہاں! دولت الاسلامیہ کے پاس ایمان کی طاقت کے سوا اور کچھ نہیں اور اس کے پاس سوائے اس کے اور کوئی لائحہ عمل موجود نہیں۔ جبکہ دشمنوں کا دعویٰ ہے کہ ہماری مدد ریاستوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے، ہمیں حکومتوں کی معاونت و کفالت حاصل ہے اور سیاسی پارٹیاں ہمارے اخراجات اٹھاتی ہیں (کہ دیجیے کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو)

سبحان اللہ! کیا قرب و جوار میں موجود تمام لوگ اس حقیقت سے بخوبی واقف نہیں کہ ہم نے کسی حکومت کے ساتھ مصالحت اختیار نہیں کی اور نہ ہی ان کے مکروہ عزائم کی تکمیل میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہوئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تمام دنیا ہمارے خلاف جنگ کرنے پر متحد ہے۔ حتیٰ کہ عرب حکمران بھی نہ اس سے قبل اس طرح سے کسی امر پر متفق ہوئے اور نہ ہی مستقبل میں ہونگے جیسا کہ وہ سب یکجان ہو کر ہم سے جنگ کرنے پر متحد ہیں ۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ دولت الاسلامیہ کی حیثیت محض ایک کاغذی ریاست کی سی ہے، ایک ایسی خیالی ریاست کہ جس کا وجود فقط انٹرنیٹ تک ہی محدود ہے۔ مگر جب دولت الاسلامیہ کی طرف سے کوئی نیا اعلان جاری کیا جاتا ہے تو اس کے دشمن خوف کے مارے کانپنے لگ جاتے ہیں اور اس کے حاسدین پر گویا دیوانگی طاری ہو جاتی ہے۔

سبحان اللہ! باوجود اس کے کہ تم سب کا یہ دعویٰ ہے کہ دولت الاسلامیہ ایک خیالی و تصوراتی ریاست ہے اور پھر بھی تم اس سے اس قدر خوف زدہ ہو! کیا یہ تم کو اس درجہ غضبناک کرتی ہے جبکہ تمہارے دعویٰ کی رو سے تو یہ محض ایک خوشنما خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔

ہم نے امارت کا اعلان نہیں کیا جب تک کہ عراق میں قوت وغلبہ حاصل نہ کرلیا اور ناانصافی و حق تلفی کا خاتمہ کیا، لوگوں کے حقوق بحال کیے اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کا نفاذ کیا۔ پس (اس جرم کی پاداش میں) لوگوں نے مل کر ہمیں ایک تیر سے نشانہ بنایا ۔ اور ایسا ہونا ہر اس شخص کے ساتھ ایک لازمی امر ہے جو بھی ایسی دعوت کو لے کر آتا ہے۔ جناچہ

ہمیں شدید اور لرزا دینے والے حملوں کی زد میں رکھا گیا جس کو ہم نے صرف اور صرف اللہ کے فضل اور رحمت سے برداشت کیا۔ آفت در آفت اور فتنہ در فتنہ ۔۔۔ دولت الاسلامیہ کے قیام کو سات پر آزمائش سال گزر چکے ہیں اور اس دوران انتہائی شدید اور تُند خو جنگ ایک دن کے لیے بھی نہ تھمی۔ ہر سطح اورہر نقطہ نظر سے ایک شدید جنگ: عسکری، معاشی اور نظریاتی جنگ کہ جس کی شدت اور وحشت میں مزید اضافہ ہو جاتا جب بھی دولت الاسلامیہ کوئی پیش قدمی یا فتح حاصل کرتی۔ اور یہ دنیا کے طواغیت اور ان کے مددگاروں کا اس اسلامی ریاست کے ساتھ مستقل روا رکھے جانا والا رویہ ہے کہ جس کی تصویر کشی میڈیا میں یہ ہمیشہ ایک فرضی اور خیالی ریاست کی حیثیت سے کرتے ہیں۔ اور بعین یہی نقطہ نظر اس کے بارے میں طاغوت کے حامی علماء سو، گھر بیٹھے فقہا اور شکست خوردہ مبلغین و واعظ بھی رکھتے ہیں کہ دولت الاسلامیہ ایک تصوراتی ریاست کے سوا اور کچھ نہیں جبکہ حقیقیت میں اور زمینی حقائق کے اعتبار سے یہ اس کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے امریکہ و یورپ اس کو دیکھتا ہے، جن کا اس کے ساتھ معاملہ صرف اور صرف ایک اسلامی ریاست جیسا ہے ۔۔۔ ایک ایسی اسلامی ریاست جو یہودیوں، صلیبیوں اور ان کے خوشامدی طواغیت کے لیے سنگین خطرہ، فکراور دہشت و ہیبت کا باعث ہے۔

چونکہ اہانت، بدزبانی، غلط بیانی، بہتان بازی، الزام تراشی اور جعل سازی دولت الاسلامیہ کے خلاف جنگ کرنے کا آسان ترین اور برق رفتار طریقہ ہے اسی لیے اس کے دشمن فوری طور پر ان حربوں کو اختیار کرنے کی طرف بڑھے جیسے ہی دولت الاسلامیہ نے سائکس ۔ بیکو کی متعن کردہ

سرحدوں کو توڑ نے کی ابتدا کرنے کا اعلان کیا اور اسلامی ریاست کو شام میں وسعت دی۔ پس علماء سو کی پگڑیاں مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور مجاہدین کو الجھانے کے واسطے متحرک ہوگئیں اور استخباراتی اداروں نے آستانیں چڑھا لیں، سازشوں کے جال بنے جانے لگے، اکاؤنٹس نے ٹویٹ کرنا شروع کیا اور ٹی ۔ وی اور سیٹیلائٹ چینلز نے ڈھول پیٹنا شروع کر دیا، ہر سمت بگل بجنے لگے اور نفرتوں اور عداوتوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ چناچہ اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنے خلاف گھڑے جانے والے الزامات میں سے چند کا جواب دینے پر مجبور ہوئے ہیں ۔ میں یہاں "چند" کا لفظ استعمال کررہا ہوں کیونکہ اس موقع پر ہم ان تمام الزامات کا جواب دینے سے قاصر ہیں جن پر ہمیں قصوروار ٹھرایا جا رہا ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں اور (وقت کی کمی کے باعث) اس نشست میں ہم صرف اس ایک اہم ترین معاملہ پر اپنا موقف پیش کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں کہ جس کا براہ راست تعلق ہماری اسلامی ریاست، عقیدے اور منہج کے ساتھ ہے۔

سب سے پہلے میں اس متنازعہ موضوع سے اپنی بات کا آغاز کرتا ہوں کہ ہمارے خیال میں جس کو بنیاد بنا کر دولت الاسلامیہ کے خلاف بہت سے سوالات اٹھائے جائیں گے۔ میرا اشارہ امیرالمؤمنین ابو بکر البغدادی حفظہ اللہ کی جانب سے نشر ہونے والےاس حالیہ بیان کی طرف ہے جس میں انہوں نے دولت الاسلامیہ کی (عراق سے باہر) وسعت اور بلادِ شام میں اس کی موجودگی سے متعلق اپنے فیصلہ کن موقف کی وضاحت کی ہے، اور جس میں انہوں نے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی طرف منسوب کردہ ایک پیغام کے جواب میں اپنی رائے اور نقطہ نظر کا اظہار کیا ہے۔ اس بات کی اہمیت اور جنگ کے محاذوں پر اس کے براہ راست اثرانداز ہونے

اور اس کی توضیح میں تاخیر سے پیدا ہونے والے مضر نتائج اور نقصانات کے خدشہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آغاز اسی مسئلے کے بیان سے کر رہا ہوں۔ پس ہم اللہ سے مدد مانگ کر اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہیں۔

امت مسلمہ سے وہ دلخراش اور تکلیف دہ واقعہ مخفی نہیں ہے جس نے ان کو صدمے سے دوچار کیا اور ہر موحد مؤمن کو تکلیف پہنچائی اور ہر مخلص مجاہد کا دل خون کے آنسو رویا، میری مراد حال ہی میں سرزمین شام میں مجاہدین کی صفوں میں پیدا ہونے والی پھوٹ اور تفریق ہے۔ اور اس مصیبت اور فتنہ سے متعلق تازہ ترین خبر ایک مراسلہ کی صورت میں ہم تک پہنچی ہے کہ جس کو مساجد میں حتیٰ کہ جیش الحر سے متعلقہ چیک پوسٹوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور جس کی تشہیر میڈیا اور سیٹیلایٹ چینلز میں کی جا رہی ہے۔ ایک ایسا پیغام جو فتاویٰ، احکامات اور اعتراضات پر مشتمل ہے اور جس سے بہت سی غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں۔ اس مراسلہ کو الشیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ یہ پیغام کچھ ایسے احکامات اور اعتراضات پر مشتمل ہے جو شام کی سرزمین پر انتہائی خطرناک نتائج برآمد کرے گا اور بہت سی پیچیدگیوں کا باعث بنے گا کہ جس پر کوئی ایسے دو مسلمان اختلاف نہیں کر سکتے جو شام میں زمینی حقائق کا مشاہدہ کر چکے ہوں۔

ان میں سے چند اہم نکات پر ہمارا موقف پیش خدمت ہے کہ جس پر ہم شرعاً اختلاف رکھتے ہیں؛

اول:

اس پیغام میں ایک ایسا حکم موجود ہے جو کہ شرعئی نقطہ نظر سے صراحتاً گناہ پر مجبور کر رہا ہے، یعنی مجاہدین کے ایک بڑے اور مرکزی گروہ کی تقسیم ۔۔۔ ایسے گروہ کی تقسیم جو کہ روئے زمین پر موجود سب سے بڑا اور مظبوط جہادی مجموعہ ہے۔ اور اس حکم کی تعمیل سے اس گروہ یا جماعت میں پھوٹ، تقسیم اور انتشار یقینی ہے۔ اور غالب گمان بھی یہ ہی کہتا ہے کہ اس فیصلے سے جہاد کی صفیں منتشر ہونگیں۔ دو وجوہات کی بینا پر ہم انتشار لازم ہونے کے بارے میں اپنے یقین کا اظہار کر رہے ہیں:

) اس حکم کی رو سے (مرکزی) جہادی گروہ کی عراقی اور شامی دو متفرق لشکروں میں تقسیم

) ان متعدد چھوٹے مجموعات اور عسکری دستوں میں انتشار کا پیدا ہونا جنہوں نے دولت الاسلامیہ میں شمولیت ہی اس شرط پر اختیار کی جب بلادِ شام کے محاذوں پر موجود بعض امراء کو ان کے عہدوں سے فارغ کیا گیا۔ یہ عسکری گروہ اور مجموعات اس وجہ کی بنا پر دولت الاسلامیہ میں شمولیت سے متعلق فیصلے پر پس و پیش سے کام لیتے رہے جب انہوں نے جبھتہ النصرہ کے بعض با اختیار امراء میں شرعئی اصولوں سے انحراف اور غلطیوں کے صدور ہونے کا مشاہدہ کیا۔ اور ان عسکری گروہوں اور مجموعات کے قائدین نے اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ اُن امراء کی اپنے عہدوں پر دوبارہ تقرری اور بحالی اور شام کے معاملات دوبارہ ان لوگوں کے ہاتھ میں دیے جانے کی صورت میں وہ دولت الاسلامیہ سے خودمختاری اور علیحدگی اختیار کر لیں گے۔ اور کچھ دوسرے گروہ اور مجموعات بھی

ایسے موجود ہیں کہ جن کے بارے میں ہم یقین سے جانتے ہیں کہ وہ بعین اسی وجہ کی بنا پر دولت الاسلامیہ کے ساتھ الحاق کرنے سے اجتناب برت رہے تھے۔

اس حکم کی تعمیل سے پیدا ہونے والی تقسیم کی صورت میں ہمارے غالب گمان کے نتیجے میں مندرجہ ذیل ممکنہ نتائج ظاہر ہونگے، جس کے بارے میں ہم انہی سے سن رہے ہیں:

* مجاہدین کی ایک بہت بڑی تعداد دولت الاسلامیہ سے علیحدہ ہو کر اپنے نئے متفرق گروہ تشکیل دے ڈالے گی
* کچھ ایسے مجاہدین جو صرف دولت الاسلامیہ کی معیت میں جہاد جاری رکھنا چاہتے ہیں وہ شام کا محاذ چھوڑ کر عراق واپسی کی راہ لیں گے
* بہت سے لوگ فتنے سے دور رہنے کا بہانہ کرکے اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ جائیں گے
* کچھ لوگ دوسری جماعتوں اور گروہوں کے ساتھ منسلک ہو جائیں گے
* ایک تعداد تفرقہ ڈالنے والے گروہ (جبهتہ النصرہ) کے ساتھ شمولیت اختیار کر لے گی

لہٰذا اس ساری صورتحال کے تناظر میں ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً ایک مربوط جہادی جماعت کو گروہ در گروہ تقسیم کرنا، اس کے لشکر میں پھوٹ ڈالنا اور اس کی صفوں کو اس طرح سے منتشر کر ڈالنا جائز ہے؟ کیا یہ عمل نیکی کہلائے گا یا بدی؟ ایسا ہونا اصلاح و درستگی کے زمرے میں آئے گا یا فساد و خرابی کے؟ یہ راستہ نجات و امان کی طرف لے کر جاتا ہے یا

تباہی و بربادی کی طرف؟ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین میں یہ بات مشہورو معروف ہے کہ شریعت مطہرہ قران و حدیث کے واضح نصوص کے ساتھ متفرق و منقسم گروہوں کے متحد ہونے کو لازم قرار دیتی ہے اور قائم شدہ اتحاد کی حفاظت کرنے کا حکم بھی صادر کرتی ہے۔ اور تقسیم اور گروہ بندی کے ممنوع اور ناپسندیدہ ہونے پر کوئی اختلاف رائے موجود نہیں بالخصوص اتفاق و اتحاد حاصل ہو جانے کے بعد، کہ اس صورت میں اس کی ممانعت اور ناپسندیدگی مزید شدت اختیار کر جاتی ہے۔ اور یہ امر اللہ کے دین میں مشہور اور معروف ہے۔ جسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ اعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا (۳-۱۰۳)

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو
(سورہ آل عمران ۱۰۳)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالی مسلمانوں کو اتحاد کی طرف بلاتے ہیں اور تفرقے سے منع فرماتے ہیں، کیونکہ تفرقہ سراسر نقصان اور خسارے کی طرف لے جاتا ہے اور اتحاد امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان، ”اور تفرقے میں نہ پڑو“ میں مسلمانوں کے واسطے اتحاد و اتفاق کا حکم موجود ہے اور تفرقہ بازی سے روک دیا گیا ہے۔

ائمہ کرام اور فقہا امت نے اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور تفریق کے خطرات کو اپنے اقوال میں واضح کیا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

دلوں میں موافقت کا حصول اور ایک کلمہ پر متحد ہونا اور اتفاق و ہم آہنگی کا پیدا کرنا دین کے عظیم الشان اصولوں میں سے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے،

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصلِحُوا ذَاتَ (الانفال۔۱) ”سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں“

وَ اعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا

اور اس کے علاوہ بہت سے نصوص موجود ہیں جو اتحاد پر زور دیتے ہیں اور تقسیم اور تفریق کا رد کرتے ہیں، اور اس اساس کو تھامنے والے لوگ حقیقت میں امت میں اتحاد کو قائم کرنے والے ہیں جبکہ ان سے علیحدگی اختیار کرنے والے تفرقہ ڈالنے والے لوگ ہیں،

اور پھر امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں،

”اگر لوگ منتشر ہونگیں تو ان میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوگا اور اگر وہ متحد ہونگے تو اس سے ان کے احوال میں درستگی پیدا ہوگی اور وہ قوت و شوکت حاصل کریں گے، کیونکہ اتحاد رحمت ہے اور تفرقہ مصیبت و بدحالی“

اور الدرر السنیہ میں مذکور ہے کہ،

”شریعت کی بنیادی ضروریات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ان تمام امور سے روکتی ہے جو تفرقہ، نااتفاقی، پھوٹ اور اختلاف کی طرف لے کر جائیں“

اور مراسلہ میں مذکور حکم تفرقہ لازم کرتا ہے اور اختلاف کی طرف لے کر جاتا ہے جو ہم نے یقینی طور پر ثابت کیا ہے، جس کی بنا پر یہ بات حتماً کہی جاسکتی ہے کہ اس حکم کی تعمیل گناہ اور (بڑی جماعت کی) معدومیت کی طرف لے کر جاتی ہے اور اسلامی ریاست و حکومت کے قیام میں خرابی اور فساد کا باعث ہے۔

دوم:

جاری کردہ مراسلہ میں مجاہدین پر ایک ایسا حکم لاگو کیا جا رہا ہے کہ جو انہیں کفار کی طرف سے امت پر مسلط کردہ سائکس بیکو سرحدوں کی پابندی کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ ان منحوس و مغبوض سرحدی حد بندیوں کی پابندی کہ جس نے جسم واحد کی مانند امت مسلمہ کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر ڈالا، (ایک کنبے کی صورت) رہنے والے لوگوں میں تفریق پیدا کردی ۔۔۔ یہاں تک کہ امت کے دل و دماغ پر یہ تصور راسخ ہو گیا کہ یہ جغرافیائی نقش و نگار گویا آسمان سے وحی کے ذریعے نازل کردہ قانون ہے جس سے فرار ممکن نہیں اور جس کی پابندی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ جبکہ اسلام ان تخلیق کردہ سرحدی حد بندیوں کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ جواسلامی ریاست کی سرحد کو محدود کر دیں ۔ اسلام (انبیاء علیہ السلام کی) دعوت اور اس دعوت کو پوردی دنیا میں پھیلانے کے واسطے آیا ہے،

یہی اس دین کی فطرت ہے، اور اسی فطرت پر یہ اپنے ابتدائی دور سے اب تک قائم ہے۔

لہٰذا مجاہدین کی قوت کو ان (جعلی) سرحدوں کی بنیاد پر دو حصوں میں منقسم کرنا ۔۔۔ ایک عراقی اور دوسرا شامی اور دونوں متفرق گروہوں پر ان ملعون سرحدوں کی پابندی لازم قرار دینا اور ان سے باہر نکلنے کی اجازت نہ دینا ایک ایسا فعل ہے جو صراحتاً ہمارے عقیدے اور منہج کے خلاف ہے۔

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما شام اور عراق کے درمیان مسلمانوں کے لشکروں اور امراء کو مستقل حرکت میں رکھتے تھے اور دونوں علاقوں میں موجود فوجوں میں کوئی تفریق نہیں تھی۔ اور بعینہ اسی طریق پر ہم اس وقت دونوں محاذوں پر اپنے سالاروں اور سپاہیوں کو حرکت دے رہے ہیں بغیر کسی قسم کی تفریق یا امتیاز کو روا رکھے۔ حتیٰ کہ غلیظ و ناپاک روافض بھی ایسا ہی کر رہے ہیں یعنی اپنی فوجوں کو شام، عراق اور ایران کے درمیان بغیر کسی تفریق کے مسلسل حرکت میں رکھے ہوئے ہیں۔ جو عقیدہ ہم نے اپنے دین سے سیکھا ہے اور جس منہج پر ہمارے اکابرین اور شیوخ کی سرپرستی میں ہماری نشونما ہوئی ہے وہ ہمیں اس امر کا پابند کرتا ہے کہ ہم سائکس ۔ بیکو کی متعن کردہ سرحدی حد بندی کو ہرگز تسلیم نہ کریں اور اپنے دلوں میں اس کا کوئی اثر قبول مت کریں۔ سو اس پیغام میں مجاہدین کو اس سرحدی پابندی کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا جو حکم موجود ہے آخر اس کی بنیاد کیا ہے؟ اور اس تفریق کا پیدا کرنا کن شرعئی نصوص پر منحصر ہے؟

سوئم:

اس پیغام میں صرف تقسیم اور تفریق کا حکم ہی نہیں گیا بلکہ ابتدا ہی سے اس میں دو مختلف گروہوں کوجدا جدا مخاطب کیا گیا ہے۔ ایک دولت الاسلامیہ اور دوسرا دولت اسلامیہ سے غدر اور بغاوت کا مرتکب گروہ ۔ اور (حیران کن طور پر) غدار اور باغی گروہ کی ان کے غدر پر حمایت اور تائد کی گئی اور اس کو واجب التکریم اور قابل ستائش گروہ قرار دیا گیا اور اس کے وجود کو ایک علیحدہ اور خودمختار گروہ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ یہ ایک متضاد حقیقت اور دولت الاسلامیہ کے ساتھ سراسر ناانصافی پر مبنی فیصلہ ہے۔ ہر شخص اس حقیقیت سے بخوبی واقف ہے کہ نام "جبھتہ النصرہ" صرف اور صرف دولت الاسلامیہ کی شام میں موجودگی اور اس کے عملیات جاری رکھنے کے لیے حفاظتی ڈھال اور میڈیا کور کے طور پر استمعال کیا گیا ہے اور اس کا امیر فقط دولت الاسلامیہ کا ہی ایک سپاہی ہے۔ سو جو دن کی روشنی سے اس کے موجود ہونے کی دلیل طلب کرے یقیناً اس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔

چہارم:

ایسے گروہ کی حمایت کرنا کہ جو صریح نافرمانی کا مرتکب ہوا اور جس نے جماعت سے علیحدہ ہو کر امت میں تفرقہ پیدا کیا، شرعئی اعتبار سے ایک برے عمل کی حوصلہ افزائی کرنا اور اسلام میں ایک بری مثال قائم کرنا اور اس کی داغ بیل ڈالنا ہے۔ اگر شرعئی بیعت سے انحراف کر کے علیحدہ جماعت کی بنیاد ڈالنے کا عمل جاری ہو گیا (اور ہم اللہ سے اس فعل سے

پناہ طلب کرتے ہیں) تو مستقبل میں کوئی بھی جہادی سرزمین اس سے محفوظ نہیں رہ سکے گی اور مسلمان کبھی ایک جھنڈے تلے متحد نہ ہو پائیں گے۔ ممکن ہے کل کو ہمیں شدید تعجب کا شکار ہونا پڑے جب کوئی شخص ایک شرعئی اسلامی امارت تلے کھڑے ہو کر کسی دوسرے کے ہاتھ پر اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت کا اعلان کر کے اپنے حق کے طور پر علیحدگی اور خود مختاری کا مطالبہ کر رہا ہو۔

پنجم:

اس پیغام میں قاضی کی حیثیت سے ایسے دو فریقین کے مابین فیصلہ صادر کیا گیا ہے کہ جو قاضی کی نظروں کے سامنے حاضر نہیں اور نہ ہی دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے موجود ہیں۔ اور تنازع سے متعلقہ گواہان کو معلوم کیے اور نزع کی کیفیت اور فریقین سے متعلق انکی گواہیاں قلمبند کیے بغیر حکم جاری کیا گیا ہے۔ پس کیا شرعاً کسی قاضی کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ محض فریقین کی جانب سے جاری کردہ بیانات ہی کو پڑھ کر فتویٰ صادر کرے؟ اور بغیر تحقیق اور جانچ پڑتال کے صرف اسی پر انحصار کر کے حکم جاری لاگو کرے؟
پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا جاتا ہے اس کو ان عدالتی ثبوت ، اصول و ضوابط اور شہادتوں سے مطلع کئے بغیر کہ جن کی بنیاد پر اس کے خلاف جرم ثابت کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ ان کو سن کر اس کی تردید یا توثیق کر سکے اور دفاع میں اپنا موقف پیش کر سکے۔ کیا یہ ملزم کا شرعئی حق نہیں ہے کہ اس کو اپنے خلاف گواہی دینے والوں کا علم ہو تاکہ وہ قاضی کے سامنے ان کی ممکنہ غیر جانب

داری یا نا اہلیت کو ثابت کر کے اس مخصوص معاملے میں ان کی گواہی کو شرعاً باطل قرار دلوا سکے۔ یا ان کو اپنا مخالف ثابت کرکے ان کی گواہی کو کالعدم ٹھہرا سکے۔ امام ترمذی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے،

"دھوکہ باز مرد اور دھوکہ باز عورت کی گواہی، اور وہ شخص جو اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے دل میں بغض رکھتا ہو، اور اس شخص کی گواہی جو کسی دوسرے کے زیر کفالت ہو، قابل قبول نہیں"

ششم:

مراسلہ کے ذریعے جاری کردہ پیغام میں دونوں فریقوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اس میں ایک فریق کی غلطی صرف صوابدیدی یا اختیاری معاملہ سے تعلق رکھتی ہے کہ اس میں وہ غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی ۔۔۔ سو غلطی کی صورت میں وہ ایک اجر پائے گا اور صحیح ہونے کی صورت میں دوگنے اجر کا مستحق ٹھہرے گا۔ اور یہ صوابدید شام میں امارت کا اعلان کرنے کے وقت کے موزوں ہونے یا نا ہونے سے متعلقہ ہے۔ ایک ایسا اعلان کہ جو مجاہدین کو مسرور کرنے کا باعث بنا اور جو ان کے لیے ایک خوشخبری بن کر آیا۔

اور جہاں تک دوسرے فریق کی غلطی کا تعلق ہے تو وہ شرعاً ایک سنگین جرم ہے کیونکہ اس فعل نے مجاہدین کی صفوں کو تقسیم کر دیا اور ان میں پھوٹ ڈالنے کا باعث بنا۔ اور پوری دنیا کے سامنے یوں کھلم کھلا اس کا اعلان کرنے سے امت کو شدید صدمہ سے دوچار ہونا پڑا اور دشمنوں کو

مجاہدین پر طعنہ و تشنیع اور افتراء بازی کرنے کا انتہائی نادر موقع ہاتھ لگ گیا۔ اور یقیناً اس فعل کے نتیجے میں مجاہدین کی مربوط صفوں میں شورش اور ہیجان برپا ہوا جس نے ان کے حوصلوں کو متاثر کیا۔

سو ان دونوں خطاکاروں کے واسطے کیا فیصلہ صادرکیا گیا؟ ایک خطاکار کو اس کے منصب و اختیار سے محروم کر دیا گیا اور یہ منصب دوسرے خطاکار فریق کو تھما دیا گیا جو کہ اس کی ملکیت نہیں تھی۔ گویا کہ یہ اس کے فسق اور غلط روی کے اعزاز میں دیا جانے والا انعام تھا جو اس نے مجاہدین کی متحد صفوں کی چیر پھاڑ کر کے انجام دیا تھا۔ اس طرح سے اس فریق کے اس غلط عمل اور نمونہ کی تصدیق اور توثیق کی گئی اور اس کو وہ امارت عطا کر دی گئی جس کی اس نے طلب اور طمع ظاہر کی، اور اسی کی خاطر گٹھ جوڑ کیا اور مجاہدین کے اتحاد کو منتشر کیا ۔۔۔ سبحان اللہ! آخر کس میزان اور عدل کے پیمانے پر رکھ کر پر اس فیصلے کو صادر کیا گیا؟

اس موقعہ پر میں ایک بات کی وضاحت انتہائی ضروری سمجھتا ہوں جو غالباً بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں یا وہ جان بوجھ کر انجان بننے اور اعراض کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کے بارے میں امت سے جھوٹ بولا جا رہا ہے اور حقیقت کے بالکل برعکس نقشہ تراش کر پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ غلط تصور ہے کہ اس پھوٹ، انتشار اور بغاوت کا قطعی موجب اور سبب دولت الاسلامیہ کا شام میں وسعت اختیار کرنا اور امارت کا اعلان کرنا ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ بات دولت الاسلامیہ کے خلاف گھڑے جانے والے جھوٹ اور الزامات کی فہرست میں ایک اور اضافہ ہے۔ پس ہر

شخص لازماً یہ بات جان لے کہ سرزمین شام میں انتشار اور بغاوت کی ابتدا دولت الاسلامیہ کے اعلان کرنے سے قبل ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھی اور اس کا دولت الاسلامیہ فی العراق والشام کے اعلان کے ساتھ کوئی تعلق و ربط نہیں۔ مگر تفرقہ ڈالنے والوں نے اس بات کو عذر اور حیلہ بنا کر دولت الاسلامیہ کے اعلان کے ساتھ ہی اس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ جبکہ سچ اس کے برعکس ہے کیونکہ انتشار اور بغاوتوں کا برپا ہونا ہی اصل میں وہ اہم ترین سبب ہے کہ جس کی بنا پر دولت الاسلامیہ نے اعلان کرنے میں عجلت کا مظاہرہ کیا۔ اور اس عجلت کا بنیادی مقصد بغاوت اور انتشار کی تحریک کے رستے میں حائل ہونا اور اس سے پیدا شدہ دراڑ کو مُندمل کرنا تھا ۔۔۔ اور درحقیقت اللہ کی توفیق سے ہم ایسا کرنے میں کامیاب رہے۔ الحمدللہ

ہفتم:

یہ کیسے ممکن ہے کہ مرکزی جماعت میں تفریق کا حکم لاگو کیا جائے جبکہ جہاد کے قائدین اور امت کے تمام علماء اور مسلمان رات دن مجاہدین کو صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی اور ایک کلمے تلے متحد ہونے کی دعوت دے رہے ہیں، اور التجا و التماس کی سی حالت میں اس بات کی منت سماجت کر رہے ہیں؟ مراسلہ میں صادر شدہ فیصلہ آخر کسی بنا پر مجاہدین کو شام سے انخلاء کا حکم دے رہا ہے جبکہ پوری دنیا سے جہادی کمان دان اور قائدین شام کی سرزمین پر قدم رکھنے کی شدید خواہش کر رہے ہیں؟ پیغام میں سنایا جانے والا فیصلہ آخر کسی لیے دولت الاسلامیہ کو شام سے بے دخل کرنے پر مجبور کر رہا ہے جبکہ پوری دنیا سے علماء مسلمانوں کو ۔۔۔ تمام مسلمانوں کو شام کی طرف ابھار رہے ہیں؟ آخر

فیصلہ جاری کرنے والے قاضی کیسے اس بات پر راضی ہیں کہ دولت الاسلامیہ کے شیر جنگلے کے پیچھے سے مسلمانوں کی جان، اموال اور عزتوں کو لٹتے دیکھتے رہیں؟ ان کی آنکھوں کے سامنے مسلمانوں کو ذبح کیا جاتا رہے، ان کا خون بہایا جاتا رہے، ان کی عصمت و ناموس کی پامالی جاری رہے، اس مقصد کے لیے پلید و ناپاک روافض ساری دنیا سے ان کے خلاف اکھٹے ہوتے رہیں ۔۔۔ اور دولت الاسلامیہ تماشا دیکھتی رہے؟

نہیں !!! ہر گز نہیں، کوئی ہمیں بلاد شام میں مظلوم مسلمانوں اور مستضعفین کی نصرت سے نہیں روک سکتا، کوئی ہم پہ نصیریوں کے خلاف لڑنے اور شام میں جہاد کرنے پر پابندی عائد نہیں کر سکتا، کوئی ہمیں شام میں ٹھہرنے سے نہیں منع کر سکتا ۔۔۔ بلاشبہ عراق اور شام کی حیثیت ایک جنگ، ایک محاذ اور ایک قیادت کی صورت میں باقی رہے گی اور ان کو فرضی اور مصنوعی سرحدوں کے ذریعے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ کی قسم ہم اس سرحد کے درمیان حائل فصیل کو نیست و نابود کر دیں گے، خندقوں کو بھر دیں گے، خاردار باڑوں کو کاٹ ڈالیں گے اورا س سرحد کو نقشہ سے ۔۔۔ حتیٰ کہ لوگوں کے دلوں تک سے مٹا دیں گے، یہاں تک کہ ان کے ذہنوں سے اس کا وجود محو ہو کر رہ جائے گا۔ دیالہ سے لے کر بیروت تک کار بم دھماکے روافض پر خوفناک تباہی اور بربادی مسلط کرتے رہے گے اور اللہ کی قسم ہم نصیریوں اور حزب الات کے لیے رکاوٹ بن کران کے مکروہ عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔

یہ ہمارے چند اہم تحفظات تھے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی طرف

منسوب شدہ اس پیغام میں موجود حکم اور فیصلوں سے متعلق جس کی تفصیل میں ہم نے اپنے شرعئی موقف کی وضاحت کرنا ضروری سمجھا ہے۔ اور اگر اس مراسلہ کی عمومی اشاعت نہ کی گئی ہوتی اور عام عوام میں اس کی یوں تشہیر اور تقسیم نہ ہوتی تو ہم کسی صورت اس کو بیان نہ کرتے اور نہ اس کے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کرتے۔ لیکن چونکہ اس پیغام کو بنیاد بنا کر دولت الاسلامیہ کی خلاف باالخصوص اور مجاہدین کے خلاف باالعموم شدید سازشیں کی جا رہی تھیں، تو ہم اپنا موقف واضح کرنے پر مجبور ہوئے۔

جہاں تک اس مراسلہ میں بیان شدہ احکامات کا شام میں عملی اطلاق اور اس کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کا تعلق ہے تو زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا ممکن نہیں۔ ہم دولت الاسلامیہ سے منسلک اُن ہزار ہا مجاہدین کے ساتھ کیا معاملہ کریں کہ جو شام میں نئی قیادت کو قبول کرنے پر ہر گز راضی نہیں؟ کیا ہم ان کا شام کی سرحد سے پیچھے عراق کی طرف انخلاء شروع کر دیں؟ کیا عراق کا میدان ان کو آسانی کے ساتھ جذب کر لے گا؟ اور اگر وہ بالفرض عراقی محاذ میں سمو بھی گئے تو اس سے شام میں پیدا ہونے والے خلا کو کون پر کرے گا جو ان کی واپسی سے لامحالہ پیدا ہوگا؟ کون اس گناہ کا بوجھ اُٹھانے پر تیار ہے اگر حملہ آور فوجوں نے آزاد شدہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کے خون اور عزت و ناموس کی بے حرمتی کی؟

آخر ہم ان ہزاروں مجاہدین کا کیا کریں جن کو جبہتہ انصرہ میں واپسی قابل قبول نہیں اور نئی قیادت کی اطاعت کرنے پروہ کسی قیمت پر راضی نہیں اور

نہ ہی عراق واپسی پر تیار ہیں؟ خاص طورسے جب جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے گروہ نے اُن سب کے لیے ایک نئی مثال قائم کردی ہے اور امیر کی نافرمانی کرنے کے جواز حتیٰ کہ اس کی ضرورت پر دلائل مرتب کر ڈالے ہیں۔ سو کیا وہ شام میں اپنی نئی جماعت تشکیل دیں گے؟ اس صورت میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کس کے لیے ہوگی؟ کیا وہ ایک خودمختار امارت کا اعلان کریں گے؟ اور مزید تعجب خیز بات یہ ہے کہ اگران میں سے بھی کسی نے کھڑے ہو کر اسی طرز پر بیعت کا اعلان کر دیا جیسا ان سے سابقہ لوگوں نے کیا تو کیا یہ بیعت قبول کی جائے گی؟

اور پھر مشترکہ اسلحہ، سازوسامان اور مراکز کس اُصول کے تحت تقسیم ہونگے؟ کیا تمام فریق اس تقسیم پر بخوشی راضی ہو جاہیں گے یا ایک نئی آزمائش اور تنازعہ کا آغاز ہوگا؟ اور کیا اس آزمائش اور تنازعہ کے ختم ہونے کی کوئی مدت بھی ہوگی؟ پس ہمیں اس سوال کا جواب درکار ہے۔

جماعت کا شامی اور عراقی دو متفرق حصوں میں تقسیم ہو جانے کی صورت میں ہم اپنے عسکری دستوں کے نظم و نسق اور محاذوں پر ان کی تشکیل سے متعلق انتظامی امورکو کس طرح قابو میں رکھ پائیں گے؟ کیا اس صورت میں کوئی عراق میں رہنا گوارہ کرے گا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے شام کو پسند فرمایا ہے؟

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی طرف منسوب شدہ اس مراسلہ سے متعلق دولت الاسلامیہ فی العراق و الشام کی مجلس شوریٰ نے امراء، گورنر، علماء، شرفا و ممتاز شخصیات اور قائدین و کمانڈر حضرات کے ساتھ ملاقاتیں اور

مشورہ کیا اور بالآخراتفاق رائے سے فیصلہ تجویز کیا گیا، اور اس پیغام کا جواب مجاہد شیخ ابوبکر البغدادی حفظہ اللہ کے بیان کی صورت میں نشرہوا ۔

دولت الاسلامیہ پر لگائے جانے والے الزامات میں سب سے بدترین الزام اور بہتان یہ ہے کہ ہم ہر اس شخص کو خون کو مباح سمجھتے ہیں جو ہماری بیعت سے انحراف کرے اور اس کو خوارج میں سے شمار کرتے ہیں۔ اور یہ کہ عراق میں بھی دولت الاسلامیہ اسی اُصول اور حکمت عملی پر کاربند ہے ۔۔۔ معاذاللہ!

سبحانک هذا بهتان عظیم ۔۔۔ ہم اس عمل سے اللہ کی پناہ طلب کرتے کہ ہم اُس کو قتل کریں یا اس کے خون کو مباح گردانیں جو ہماری بیعت سے منحرف ہو یا ہماری جماعت ترک کر دے ۔۔۔ اور ہم اللہ کے روبرو اس قبیح فعل سے برات کا اعلان کرتے ہیں اور اس الزام کا شدت کے ساتھ رد کرتے ہیں۔ اور ہم پھر اس بات کو دہراتے ہیں کہ دولت الاسلامیہ کے خلاف گھڑے جانے والے الزامات میں سے یہ بدترین الزام ہے جس سے ہم بری ہیں۔

ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ جہاد کہ صفوں میں موجود شاطر لومبڑیاں اور لگڑبھگے ہمارے ان تذبذب کے شکار بھائیوں کو جو دھوکہ میں آکر تفرقہ ڈالنے والوں سے جاملے ہیں یہ باور کروا رہے ہیں کہ دولت الاسلامیہ اُن کے خون کو مباح قرار دے گی اور اُن کو اس بات سے خوفزدہ کر رہے ہیں کہ ان کے خلاف سائلینسرز اور نصب شدہ دھماکا خیز آلات کا استعمال کیا

جائے گا۔ سو ہم اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ان جھوٹی اور من گھڑت باتوں پرقطعاً کان مت دھریں اور ہم ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور تفرقہ اور انتشار کو ترک کر کے دوبارہ اتحاد کو قائم کرتے ہوئے جماعت کی طرف پلٹ آئیں ۔۔۔ دولت الاسلامیہ میں موجود اپنے بھائیوں ٰکی طرف جو ان سے بغلگیر ہونے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۔۔۔ اور اُس روز مومن خوش ہوجائیں گے۔

پس اس اہم موضوع سے متعلق یہی کچھ تھا جو ہم اپنے موقف کی وضاحت اور غلط فہمیوں اور شبہات کے ازالہ کی خاطر اس نشست میں بیان کرنا چاہ رہے تھے ۔۔۔ انشاءاللہ اگلی نشست میں ہم گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے ان اہم ترین الزامات اور تلبیسات کا جواب دیں گے جن کی تشہیر دولت الاسلامیہ کو بدنام کرنے کے واسطے ابلاغ عامہ میں کی جارہی ہے۔
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ

آپ کا بھائی
ابو محمد العدنانی الشامی
ترجمان دولت الاسلامیہ فی العراق والشام
۹ شعبان ١٤٣٤ ہجری

https://ia601803.us.archive.org/7/items/20130619-3dnn/fdhrhm-yftrn-3dnn.mp3

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ

(٦ـ١١٢)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانوں اور جِنّوں میں سے شیطانوں کو دشمن بنا دیا جو ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی (چکنی چپڑی) باتیں (وسوسہ کے طور پر) دھوکہ دینے کے لئے ڈالتے رہتے ہیں، اور اگر آپ کا ربّ (انہیں جبراً روکنا) چاہتا (تو) وہ ایسا نہ کر پاتے۔ سو آپ انہیں اُن کی بہتان بازیوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دیجیئے